قسط نمبر ۲

خواتین اوران کی ذمہ داریاں

ام نعمان حمیدہ عبدالرشید

رسول اکرم ﷺ اپنے تمام کام خود اپنے ہاتھوں سے کرتے اور اپنے اہل خانہ کو بھی اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی ہدایت فرماتے تھے۔اس بارے میں فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا مشہور واقعہ خواتین اسلام کے لئے بہترین نمونہ ہے کہ اسلام میں جن گھرانوں کا مقام اونچا ہے، ان باپردہ طاہرات نے نہایت سادگی سے گزر بسر کی، خانگی امور اپنے ہاتھوں سے بجالائیں اور اجر وثواب کی مستحق ہوئیں۔آنے والی امتوں کے لئے گویا انہوں نے اسوہ حسنہ قائم کرلیا۔واقعہ ہذا کتب احادیث میں تفصیل سے آیا ہے۔طوالت سے بچنے کے لئے ترجمہ پر اکتفا کرتی ہوں:

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیت المال میں کچھ غلام پہنچے، اس موقع پر حضرت علی ؓ نے خاتون جنت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا سے بطور مشورہ فرمایا کہ آپ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جا کر ایک خادم کا مطالبہ کریں، جو خانگی امور میں آپ کا کفیل ہو سکے اور آپ اس تکلیف سے بچیں۔فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اپنے شوہر عزیز کے مشورے کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، لیکن آپ ﷺ کو چند لوگوں کے ساتھ محو گفتگو دیکھ کر واپس لوٹیں۔اسکے بعد رسول اکرم ﷺ اپنی بیٹی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے۔آنجناب ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”کہ اے فاطمہ! آپ میرے پاس آئی کیا کہنا چاہتی تھی؟“ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا شرم وحیاء سے خاموش رہیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ ان کی آمد کا مقصد میں بیان کرتا ہوں: ”فاطمہ گھر کا کام کاج خود کرتی ہے، چکی پیسنے کی وجہ سے ہاتھوں میں چھالے پڑے ہیں، پانی ڈھونے کے لئے مشکیزہ اٹھانے کی وجہ سے جسم پر نشان پڑ گئے ہیں۔آپ ﷺ کے پاس کچھ خدام آئے تو میں نے ان سے کہا تھا کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے ایک خادم طلب کریں، تا کہ آپ مشقت اٹھانے سے بچ جائیں۔ آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا ”اے بیٹی: تجھے اپنے امور خانہ داری اور فرائض خود سرانجام دینے چاہئیں، میں تمہیں ایک وظیفہ بتلاتا ہوں۔جس وقت رات کو آپ آرام کریں تو اس کو ضرور پڑھ لیا کریں 33 بار سبحان اللہ 33 بار الحمدللہ اور 34 بار اللہ اکبر یہ سو کلمات ہیں جو تمہارے لئے ایک خادم سے بہتر ہیں“۔اس پر خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ”میں اللہ تعالی اور اسکے رسول ﷺ سے راضی ہوں۔“ (متفق علیہ بخاری کتاب الدعوات باب التکبیر و التسبیح ،مسلم کتاب الذکر حدیث

۲۷۲۷، ابو دائود کتاب الخراج، باب بیان مواضع قسم الخمس وسهم ذوی القربی، جلد دوم)

میری بہنو ذرا سوچیں!

کیا ہماری لڑکیاں اللہ تعالی کے ہاں فاطمۃ الزہراء سے زیادہ عزیز ہوں گی؟

کیا فاطمۃ الزہراء کے ابّا سید الانبیاء ﷺ کو اپنی بیٹی سے محبت نہ تھی؟

ہرگز نہیں! بلکہ رسول اللہ ﷺ امت کو یہ تربیت دینا چاہتے تھے کہ "محنت میں عظمت ہے اور حرکت میں برکت"

بچوں سے نرمی وشفقت:

نرمی، شفقت و پیار اور عمدہ سلوک اسلامی معاشرے کی عظیم خوبی اور اسلامی تعلیمات کا اہم پہلو ہے۔ اس کی سب سے زیادہ حقدار اولاد ہے۔ اور یہ ان کی فطری ضرورت ہے ان سے پیار و محبت کرنا اور شفقت سے پیش آنا جہاں فطرت انسانی کا تقاضا ہے، وہاں سنت نبوی کا بھی حصہ ہے۔ کیونکہ جو تربیتی اور تعلیمی نتائج شفقت اور پیار سے حاصل کئے جاسکتے ہیں، کسی دوسرے طریقے سے ممکن نہیں۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ترجمہ) "اللہ نرم مزاج ہے نرمی کو پسند فرماتے ہیں، نرمی کی بدولت جو کچھ عطا کرتے ہیں وہ سختی پر عطا نہیں کرتے، بلکہ کسی دوسرے طریقے سے بھی وہ چیز نہیں مل سکتی۔" [مسلم کتاب البر والصلة، باب فضل الرفق حدیث نمبر 2593]

چھوٹے بچے تو اس نرمی ولطافت کے اور زیادہ حقدار ہوتے ہیں کہ ان سے زیادہ سے زیادہ پیار کیا جائے ان کا بوسہ لیا جائے، ان سے شفقت کا سلوک کیا جائے۔ حضرت ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں: **{قبل رسول الله ﷺ الحسنؓ بن علیؓ، وعنده الاقرع بن حابس التمیمی جالساً فقال الاقرع: ان لی عشرة من الولد ما قبلت منهم احدا، فنظر الیه رسول الله ﷺ فقال: من لایرحم لایرحم}**[بخاری کتاب الادب باب ۱۸ الرحمة للولد وتقبیله ومعانقته حدیث نمبر 5997، مسلم کتاب الفضائل باب رحمته ﷺ بالصبیان والعیال وتواضعه وفضل ذالك حدیث (2318)]

"رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہ کا بوسہ لیا۔ پاس ہی اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، اقرع کہنے لگے: میرے دس بچے ہیں، میں نے تو کبھی کسی بچے کا بوسہ نہیں لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ادھر نگاہ اٹھائی اور فرمایا: جو کسی پر رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا"۔ دوسری حدیث میں حضرت عائشۃ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں **جاء اعرابی الی النبی ﷺ فقال: اتقبلون الصبیان فما نقبلهم فقال النبی ﷺ: اوأ ملک لک ان نزع الله من قلبک الرحمة؟**"[بخاری کتاب الادب، باب الرحمة للولد وتقبیله حدیث ۵۹۹۸ مع الفتح]

ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: آپ لوگ بچوں کو چومتے ہیں، ہم تو ایسا نہیں کرتے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحمت اور شفقت ہی نکال دی ہو تو میں کیا کرسکتا ہوں!''

مذکورہ بالا احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ بچوں سے پیار و محبت کرنا بچوں کا حق ہے، اور اس حق کی ادائیگی سنت نبوی ہے۔

بچوں کی اخلاقی تربیت:

والدین کی ایک بڑی ذمہ داری اولاد کی اخلاقی تربیت کا بھی خیال رکھنا ہے۔ کیونکہ ادب ہی انسان اور حیوان میں فرق کرنے والی چیز ہے۔ انسان میں ادب ہوتا ہے اور حیوان میں ادب نہیں ہوتا۔ اس لئے بے ادب انسان اور حیوان میں کوئی فرق نہیں۔ ادب کے معانی طریقہ، سلیقہ، عزت اور احترام ہیں۔ لہذا ضروری ہے ہم اپنے بچوں کی اخلاقی تربیت کا بہت زیادہ خیال رکھیں اور ان کے سامنے عملی طور پر ادب کا نمونہ پیش کریں۔ کیونکہ اگر ہم بچوں کو کسی اچھے کام کا حکم کریں، پھر خود ایسے کام کی خلاف ورزی کریں، تو ہمارا حکم یا نصیحت بچے پر ہرگز اثر انداز نہیں ہوگا۔ اسی طرح جب وہ بڑے ہو کر معاشرے میں بچوں سے گھل مل جائیں تو دیکھیں کہ اس کے ساتھی کیسے ہیں؟ کہیں وہ اپنے دوستوں سے غلط کام تو نہیں سیکھ رہے؟ کیونکہ مقولہ ہے: ''خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے'' یعنی اچھے دوستوں کی صحبت اچھائی کی طرف اور برے دوستوں کی صحبت برائی کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اس کی وضاحت رسول اللہ ﷺ نے ان الفاظ میں فرمائی ہے: {**انما مثل الجليس الصالح والجليس السوء كحامل المسک ونافخ الكير ، فحامل المسک اما ان يحذيک واما ان تبتاع منه واما ان تجد منه ريحا طيبة ، ونافخ الكيرإما أن يحرق ثيابک وإما أن تجد منه ريحا خبيثة**} [رواه البخاري باب في العطاء وبيع المسك] زبان رسالت مآب ﷺ نے اچھے اور برے ساتھی کی مثال بالترتیب عطر فروش اور لوہار کی بھٹی اور دھونکنی سے دیدی۔ بات بالکل واضح ہے کہ عطر فروش اگر عطر نہ دے تو کم از کم خوشبو تو ضرور آئے گی۔ یعنی نیک آدمی کی صحبت آپ کو بھی نیک بنادے گی، اسکے برعکس لوہار کے پاس بیٹھنے سے یا تو اسکی بھٹی سے چنگاریاں اڑ کر تیرے کپڑے کو جلا دیں گی، یا کم از کم اس سے تجھ کو بدبو آئے گی، یعنی بری صحبت تم کو گمراہ کردے گی۔

اخلاقی تربیت میں والدین اپنے بچوں سے نرمی اور پیار کے ساتھ معمولی ڈانٹ ڈپٹ کو بھی بوقت ضرورت لازم قرار دیں، کیونکہ بچے زیادہ پیار ملنے سے بھی بگڑ جاتے ہیں اور وہ ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ سے بھی بگڑتے ہیں۔ ڈانٹ ڈپٹ سے بظاہر ہم ان کو سیدھا ہوتے دیکھتے ہیں۔ لیکن اگر ہم غور کریں تو اس سے بچے پہلے سے زیادہ بگڑ جاتے ہیں اور ان میں ضد اور حسد کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں، اور اس سے ان کا ذہن بھی متأثر ہوتا ہے۔ وہ شروع میں کچھ گھبراہٹ اور الجھن محسوس کرتے

ہیں اور آہستہ آہستہ خود بھی غصہ سے کام لیتے ہیں، پھر یہی ان کی عادت بن جاتی ہے۔

بچوں کے سامنے والدین جو بھی کام کریں، احتیاط سے کرنا چاہیے، کیونکہ بچے اپنے والدین کی تقلید کرتے ہیں۔ اگر والدین ہر کام کو دانش مندی اور سلیقہ مندی سے کریں، تو ان کا بچہ بھی ہر کام سلیقہ مندی اور سنجیدگی سے کرے گا، مثلاً اپنے ننھے معصوم بچوں کے سامنے جھوٹ بالکل نہ بولیں، ہمیشہ سچ بولیں۔ بچوں کو سچے واقعات سنانے سے ان میں سچ بولنے کی عادت اور جذبہ پیدا ہوگا، اگر والدین ان کی معمولی جھوٹی باتوں کا نوٹس لیتے رہیں تو اچھی عادت پیدا ہونے میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔

بچوں کی پرورش:

بچے فطری طور پر اچھے یا برے نہیں ہوتے، انکے اچھے یا برے ہونے کا انحصار ان کی اچھی بری تربیت پر ہوتا ہے۔ اگر ان کی رہنمائی صحیح خطوط پر کی جائے تو وہ اچھی عادات کے مالک بنیں گے۔ چونکہ بچے کی تربیت گھر سے شروع ہوتی ہے، اس لئے وہ تجربات اور مشاہدات جو بچپن میں اس کے ذہن پر نقش ہو جاتے ہیں، آئندہ زندگی میں اس کے کردار پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

مندرجہ ذیل اصول بچوں کی صحیح پرورش میں مددگار ثابت ہوسکتے ہیں:

1- بچے کی خوراک، آرام اور لباس کا خاص خیال رکھا جائے۔

یہ بچے کی بنیادی ضروریات ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ ان میں سے ہر ایک چیز کا باقاعدہ خیال رکھا جائے۔

2- بچوں کی عادت پختہ کرنے کے لئے باقاعدگی پیدا کی جائے۔

اگر آپ چاہتی ہیں کہ بچے اچھی عادت اپنائیں، تو اس کے لئے ضروری ہے کہ ان کو ہر چیز سکھانے کیلئے باقاعدگی سے نگرانی کریں۔

3- بچوں کیساتھ محبت اور شفقت سے پیش آئیں۔

بعض اوقات بچے اپنی حرکات سے بڑوں کو مختلف طریقے سے تنگ کرتے ہیں، مثلاً چیزوں کی توڑ پھوڑ، شور مچانا، ایک ہی سوال بار بار پوچھنا وغیرہ، ایسے حالات میں اکثر دیکھا گیا ہے کہ مائیں بچوں پر غضبناک ہو کر بدکلامی پر اتر آتی ہیں۔ جس سے وہ بھی غصے سے بولنے کی عادت سیکھ لیتے ہیں۔ اسلئے یہ بہت ضروری ہے کہ ہر قسم کے حالات میں کہ بچے کے ساتھ نرمی اور شفقت سے پیش آنے کی کوشش کی جائے۔

4- بچوں کی معمولی غلطیوں پر سزا نہ دی جائے۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ بچوں کو کسی چیز کی لالچ دے کر کام کروانا چاہیئے اور کام نہ کرنے پر سزا دینی چاہیئے۔ لیکن یہ نظریہ درست نہیں۔

5- بچوں کے سامنے مثالی کردار بنیں۔

اگر آپ چاہتی ہیں کہ بچے اچھی عادتیں اختیار کریں،تو یہ لازمی ہے کہ آپ بھی انکے سامنے اچھا کردار پیش کریں۔مثلا اگر آپ بچوں کے سامنے بدزبانی اورلڑائی جھگڑنے سے کام لیں گی،تو بچے ان تمام باتوں کی نقل کریں گے۔کیونکہ بچے فطری طور پر نقال ہوتے ہیں۔اسکے برعکس اگر آپ ان کے ساتھ نرمی،مہربانی اور خلوص سے پیش آئیں گی تو بچے بھی ان اچھی صفات میں آپ کی پیروی کریں گے۔

6- جذباتی نشوونما کا خیال رکھنا۔

والدین کے لئے ضروری ہے کہ بچوں کی پرورش میں ان کے جذبات کی تسکین کا خیال رکھیں اور ایسا ماحول پیدا کریں جس میں بچے کو انفرادی توجہ،تحفظ،قربت اور اپنائیت کا احساس ہو۔

۞۞۞۞۞

ہمارے ہیرو

یکم مارچ ۲۰۰۳ء کو کرکٹ میچ میں پاکستان نے بھارت سے شکست کھائی تو پوری قوم جذباتی ہوگئی۔لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے،ٹی وی سیٹ توڑ دیے اور متعدد افراد بے ہوش ہوگئے۔پوری قوم پر سکتہ طاری ہوگیا۔کچھ دیر پہلے گانوں،نغموں اور رقص وسرور کی محفلیں تھیں،اچانک سب کچھ سوگ میں بدل گیا۔

تعجب ہے ان لوگوں پر جو کرکٹ میں ہارے تو روتے ہیں،مگر گجرات اور کشمیر میں مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ ٹوٹتے دیکھ کر ٹس مس نہیں ہوتے!!مسلمانوں کو یہ حالت کس طرح گوارا ہوسکتی ہے؟

میچ دیکھ کر تم نے ٹی وی توڑ دئے،تو فحاشی کے مناظر دیکھ کر آپ کو ٹی وی توڑنے کا خیال کیوں نہیں آتا؟

کھلاڑیوں کو ہارتے دیکھ کر رونے لگتے ہو،ہندوں اور یہودیوں کے ہاتھوں ظلم سہنے والے مسلمانوں کی حالت زار پر آپ کو رونا کیوں نہیں آتا؟!

عزیز بھائیو!اسلام دشمنوں نے کرکٹ کا بلا پکڑا کر جہاد سے روک دیا۔آپ نے ساری دلچسپیاں اور امیدیں کھیل سے وابستہ کریں،کرکٹ کو بائی چانس(By Chance) بھی مانتے ہو اور اس کیلئے روتے بھی ہو!تمہاری عقل وفہم کو کیا ہوگیا ہے؟!آیئے جہاد کی تیاری کر کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کیلئے نکلیں۔اگر ہمیں کھیلنا ہی ہے تو جہادی کھیل کھیلیں۔گھڑ سواری،تیراکی،نشانہ بازی میں مہارت حاصل کریں۔

یہ کرکٹ کے کھلاڑی ہمارے ہیرو نہیں۔ہمارے ہیرو طارق بن زیادؒ،موسی بن نصیرؒ،محمد بن قاسمؒ،سلطان صلاح الدین ایوبیؒ اور سلطان محمود غزنویؒ جیسے بطل حریت ہیں۔ان کی سیرت پر چل کر جرأت وغیرت سے مزین ہوجائیں۔سوچیے اور اپنی اصلاح کیجئے!! (عبدالقیوم طالب علم)